سوال

(184) بینکنگ کے حوالہ سے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حاجی عبداللہ منشی غلام محمد میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی کپاس کی رقم کا چیک سیٹھ عبدالشکور کی طرف سے ملا دونوں چیک لے کر بینک میں آئے اور۔/18000روپے لیے اور غلام محمد مصطفی نے اور حاجی عبداللہ نے ۔/1000ایک ہزار روپے لیے۔ منشی غلام محمد کے پاس کھلے پیسے تھے جو اس نے ۔/2000دو ہزار روپے والی دستیاں حاجی عبداللہ کے رومال میں باندھ دیں، باقی پیسے اپنے پاس رکھے

اس کے بعد دونوں سیٹھ جمیل کی دکان پر آگئے۔ عبداللہ کا گاہک حاجی صاحب آیا اور حاجی عبداللہ سے پیسے مانگے جس پر حاجی عبداللہ نے رومال میں سے اس کے ۔/1000ایک ہزار والی دستی نکال دی اور باقی بدھے پیسے دے دیے جس پر منشی غلام نے کہا کہ میں حاجی صاحب کو کھلے پیسے دیتا ہوں منشی غلام محمد نے ۔/5000پانچ ہزار حاجی کو دیے جس کے بعد دونوں وہیں بیٹھے رہے اور رومال والی رقم جو کہ باندھی ہوئی تھی جس میں ۔/4000حاجی عبداللہ کے اور ۔/7000منشی غلام محمد کے تھے دونوں کے درمیان سے وہ رومال چوری ہو گیا چھان بین کی گئی مگر رقم واپس نہیں مل سکی۔ بتائیں کہ شریعت کے مطابق پیسے کس کو دینے پڑیں گے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

معلوم ہونا چاہیے کہ مرحوم نے جو مکان ہبہ کیا تھا وہ بحال اور برقرار رہے گا باقی اگر مرحوم نے سامان بھی ہبہ کر دیا تھا اور اس کی تحریر یا گواہ موجود ہیں تو پھر یہ سامان بھی ہبہ میں

معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ایک امانت تھی اگر امانت چوری ہو جاتی ہے تو بھروائی نہیں جاتی۔ ((وروي عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من اودع وديعة فلاضمان عليه))

(رواه ابن ماجه كتاب الصدقات باب الوديعة رقم الحديث : ٢٤٠١)

اس طرح ایک اور حدیث میں ہے جسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لاضمان على موتمن)) (دار قطنی كتاب البيوع) کہ جس کے پاس امانت رکھوائی گئی ہے اس پر کوئی چٹی نہیں اور نہ ہی اس سے بھروائی جائے گی۔

یعنی منشی غلام محمد اور حاجی عبداللہ میں سے کسی پر بھی اس رقم کو بھرنا لازم نہیں آتا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ راشدیہ](#)

صفحہ نمبر 584

محدث فتویٰ